Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کشور ناہید اور ادا جعفری کی شاعری پر اقبال کے اثرات

KISHWAR NAHEED AUR ADA JA'AFRI KI SHAERI PIR IQBAL KE ASRAT

فرح دیبا

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج وومن یونی ورسٹی، سیال کوٹ

ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو

گورنمنٹ کالج وومن یونی ورسٹی، سیال کوٹ

Abstract

Iqbal is Know most influential philosopher as well as poet of his century. In the twentieth his poetry has made revelution in urdu Literature being an influential and revered poet, he left a strong inpact on the work of poets of 21st century. He is multi-directional, most creative and original thinker, in literary work, iqbal's methodology, belief, concepts, naturalism and historical and religious, tendencies and aesthetic approach is balanced. Being influential he conveyed his ideas and Islamic concepts to his audience most forcefully. Iqbal with his insights, realized that the colonial system had a profound impact on the psycho of the people of sub-continent. His contribution in Urdu poetry unforgettable. We will try to explore his direct and indirect impact on the poet of 21st century.

Keywords: Influential, Revolution, Creative, Multi-directional, Original thinker, Impact, aesthetic, intellectual.

کلیدی الفاظ: با اثر، اُسلوبیاتی، ہمہ جہت، بلند خیالات، افکار و نظریات، لفظی مرقع نگاری، بیداری، تخلیقی تناظر، عالم گیر، رمزیت، معاشرتی انحطاط۔

ہر عظیم لکھاری اپنے دور سے وابستہ بھی ہوتا ہے اور ماورا بھی۔ اقبال جدید دور کے فکری و تخلیقی ارتقا میں اہم مرتبے پر فائز ہیں۔ اُنھوں نے شاعری کو جدید فنی پختگی اور فکری خیالات سے نواز کر موجودہ دور کے تصورات اور فنی افکار کو اپنے اندر سمونے کے قابل کیا۔ ان کا زمانہ سماجی، سیاسی اور معاشی اعتبار سے بے چینی اور بے اطمینانی کا دور تھا۔ ان کی شاعری اور موضوعات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ آنے والے نئ شعرا میں ان کے افکار اور نظریات کے اثرات گہرے اور نمایاں ملتے ہیں۔ اقبال صاحبِ بصیرت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نئ روایت اور نئے دور کا آغاز کیا۔ اقبال نے اپنے مقصد کو فلسفہ بنایا اور مشرق مغرب کے بلند ترین افکار کو پیش

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کیا۔ ابھی تک آنے والے تخلیقی کار خاص طور پر شعرا برادری نے اقبال سے متاثر ہوئے ہیں۔ ادا جعفری اور کشور ناہید کا شمار بھی اُنھیں عظیم لوگوں میں ہوتا ہے۔ جنھوں نے اقبال کے اثرات اس قدر قبول کیے کہ ان کے کلام میں لاشعوری طور پر بھی اقبال ان کی گہری چھاپ ملتی ہے۔ اُنھوں نے اقبال کے تخلیقی افکار، اسلوب، ہیئت، نظریات اور اصلاحات کو بالواسطہ اور بلاواسطہ اپنے اپنے کلاموں میں شامل کیا۔

ادا جعفری پر اقبال کے اثرات:

ادا جعفری اکیسویں صدی کی مایہ ناز شاعرہ اور اُردو شاعری کی خاتونِ اول مانی جاتی ہے۔ ان کے کلام میں جو قدیم و جدید کی تازگی ملتی ہے وہ کم ہی کسی اور کی صفات میں شامل ہے۔ ان پر جب اقبال کے اثرات کو مطالعہ میں لایا جائے تو بہت سارے شواہد ثبوت کے طور پر ملتے ہیں۔ ان کی شاعری میں اقبال کی طرح عشق، حُسن، فطری مناظر اور انسانیت جیسے موضوعات ملتے ہیں۔ دو تاریخی نظمیں جو شاعری میں شاہکار مانی جاتی ہیں۔ ایک ''مسجدِ قرطبہ'' اور دوسری ''مسجدِ اقصیٰ''۔ ''مسجدِ اقصیٰ'' میں ادا جعفری کا انداز بیان اقبال کی طرح خطابیہ ہے:

ایسا اندھیرا تو پہلے نہ ہوا تھا لوگو!
لو چراغوں کی تو ہم نے بھی لرزتے دیکھی
آندھیوں سے کبھی سورج نہ بجھا تھا لوگو!
آئینہ اتنا مکدر ہو کہ اپنا چہرہ [1]

جب دونوں نظموں کو موازنہ کیا جائے تو قارئین شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ ادا جعفری کی نظم ''مسجدِ اقصیٰ'' اور اقبال کی ''مسجدِ قرطبہ'' دونوں کو ہی اسلام اور مسلمانوں کی فکر لاحق ہے۔

ادا جعفری کے یہاں تخیل کا اُفق اس قدر تو وسیع نہیں کہ اقبال کا مقابلہ کیا جا سکے مگر جو انداز بیان اور خطابیہ اُسلوب کا سہارا ایسا ہے۔ ان میں بغیر کسی تردود کے اقبال کے نقوش ملتے ہیں۔ ادا جعفری اقبال کی طرح فطرت اور حقیقت نگاری کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ فن اور صناعی کا احساس بھی نمایاں ہے۔ ان کی شاعری میں شعر و حیات، حرف و صورت کی شگفتگی اور فکر و خیال کی تازگی میں اقبال کے اثرات نمایاں ہیں۔ ادا کی نظم ''میلادِ بہار'' اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے:

رازداں بہاروں کے!
تم کہ قفل ناداں ہو
جانے کس گلستان سے
میرے پاس آ پہنچے
کتنے پیار سے میں نے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

اپنے گھر کے آنگن کی
تم کو آبرو بخشی
سال بیت جائیں گے
جب بہار آئے گی
ریشمیں شگوفوں کی
پنکھڑیوں کے سازوں پر[2]

اقبال کے یہاں بھی ایسے موضوعات مل جاتے ہیں جنھیں وہ اپنے انداز سے بیان کرتے ہیں۔اقبال کا انداز بیان ان کی نظم "گل رنگین" میں اس طرح ملتا ہے:

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشم صورت میں نہیں
آہ! یہ دستِ جفا جوالے گلِ رنگیں نہیں
کس طرح تجھ کو یہ سمجھاؤں کہ میں گل چین نہیں[3]

اقبال کی شاعری میں اگر جھانکا جائے تو تہذیبی روایت اور ثقافت کا مظاہرہ ملتا ہے۔جب ہندوستان پر غلامی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ مغربی استعماری طاقتیں پورے مشرق کے وسائل سے اپنی تجوریاں بھر رہی تھیں۔ان حالات میں علامہ اقبال عورت کی تعلیم اور حقوق نسواں کے لیے آواز اُٹھاتے نظر آتے ہیں۔ادا جعفری کی شاعری میں بھی نوجوان نسل کے بارے میں یہی فکر نظر آتی ہے۔وہ بھی ان کو مستقبل کا وارث اور قوم کی قیادت کا سبق دیتی نظر آتی ہے۔ادا جعفری کا مدھم مدھم اور میٹھا انداز ملاحظہ ہو:

میرے بچوں!
تمھیں ایک بار خود
اپنا وطن تعمیر کرنا ہے
نئی دنیا نئے آدم کو اب تخلیق کرنا ہے
زمانہ راہ جس کی دیکھتا ہے
تم کو وہ انسان بننا ہے[4]

اقبال کی شاعری اور ان کے مجموعوں میں جو موضوعات ہمیں ملتے ہیں۔وہ قدرتی منظر کی دل کشی، نوجوان نسل میں بیداری کا جذبہ، والدہ کی وفات پر نظم، عورت کی تعلیم اور سرگزشتِ آدم جیسے موضوعات ہیں۔"ماں کا خواب"، "والدہ مرحومہ کی یاد

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

میں"، "مسجدِ قرطبہ"، "سرگزشتِ آدم"، "عورت اور تعلیم" اور "نوجوان نسل" یہ سب وہ موضوعات ہیں، جب ہم ادا جعفری کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو اقبال کے ان کی شاعری پر اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

ادا جعفری کی نظموں میں وہ موضوعات جو اقبال کے اثرات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ وہ چند ایک درج ذیل ہیں: خاکِ وطن کو سلام، مسجدِ اقصیٰ، سرگزشت، میلادِ بہار، ماں اور ماں کا خواب۔

جن شعرا نے اقبال کے فکری انداز، بلندی خیالی، سوز و مستی اور جذب و عشق کے اثرات قبول کیے وہ بھی عظیم شعرا بن گئے۔ ادا جعفری کا شمار ان ہی عظیم شعرا کی فہرست میں شامل ہے۔ اُنھوں نے اقبال کے انداز اور فکری، تخلیقی اثرات نہ صرف قبول کیے بلکہ اس کے ثبوت بھی وقت فوقتا ان کی شاعری میں ہمیں نمایاں ملے ہیں۔ ان کی زندگی کی فکری و تخلیقی تناظر کو سمجھنے کے لیے نظم "بیزاری" جو ان کے اولین مجموعے "میں ساز ڈھونڈتی رہی" میں شامل ہے، اس کو واضح کر دیتی ہے:

زیست ناک خواب طرب ناک و فسوں ساز رہی
اس بھرے نظموں کی اک دل نشیں آواز سہی
فرشِ مخمل بھی زر و سیم کی جھنکار بھی ہے
جنت دید ہے بھی عشرت گفتار بھی ہے [5]

ان کا دین، کلچر، ملت اور وطن سے شدید محبت ان کی نظمیں "میرے شہید"، "خاکِ وطن کو سلام" میں نظر آتا ہے:

یہ راہِ حق کے مسافر، یہ عزم کے پیکر
یہ اہلِ طرف یہ اہلِ ہم، یہ اہلِ نظر
مجاہدانِ جری، غازیانِ سینہ سپر
راہِ نجات کے رہرو، حیات کے رہبر
سو خدا کے کسی درپہ پہ جبیں نہ جھکے
یہ صاحبِ عمل و صاحبِ یقیں نہ جھکے [6]

اقبال کی ایک نظم "ماں کا خواب" جس میں ایک ماں کے احساسات و جذبات اور ممتا کی بہترین مثال ملتی ہے۔ اقبال نے جو انداز اس نظم نے اقبال کی شاعری میں لفظ اور معنی کے رشتے گہرے نظر آتے ہیں۔ ان کے یہاں رمز و ایما، لفظی رعایتیں، روزمرہ محاورے، تشبیہات و استعارات، علامات، تلمیحات، سادگی اور سلاست ملتی ہیں۔ جب کہ ادا جعفری پر اقبال کے اثرات کے جو نقوش ملتے ہیں ان میں یہ سب خوبیاں بھی شامل ہیں۔ ادا جعفری کی شاعری میں الفاظ و معنی میں مطابقت، سادگی، سلاست، تلمیحات، روزمرہ محاورے، استعارات، علامات اور بحروں میں روانی، موسیقیت اور ترنم بھی شامل ہیں۔

ادا جعفری نے اُردو نظم کو رفعت اور بلندی بخشی۔ اقبال کی طرح یہ انسانیت کی بات، زندگی کی تلخ حقیقتوں اور زندگی کی جہد مسلسل کو اپنے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ اقبال کے زیرِ اثر ادا جعفری نے اپنے موضوعات

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور اسالیب میں بے پناہ اضافہ کیا۔ان کی شاعری کسی ایک رُخ پر نہیں بہتی بلکہ مختلف پہلوان کے نظریات وخیالات سراہے جانے کے قابل ہیں۔

کشور ناہید کی شاعری پر اقبال کے اثرات:

اقبال نے نہ صرف اپنے ہم عصر شعرا پر اپنے مضبوط اثر چھوڑا بلکہ آنے والے تمام لکھاری ان سے متاثر ہونے بغیر رہ نہیں سکتے۔ آنے والے شعرا پر ہمیں شعوری اور غیر شعوری اثرات نمایاں ملتے ہیں۔کشور ناہید بھی اس فہرست میں شامل ہے۔ان کے کلام میں شعوری سے زیادہ غیر شعوری طور پر اقبال کے اثرات ملتے ہیں۔کشور ناہید کی شاعری کو جب ہم بغور دیکھتے ہیں تو ہمین لا شعوری طور پر ان کی شاعری میں اقبال کی فکر، تصور، فطرت نگاری، موضوعات میں نئے نئے رجحانات اور سیاسی و سماجی حالات کی عکاسی کرتی نظر آتی ہے۔

اقبال کی شاعری میں ہمیں جابجا سیاسی و سماجی اور معاشرتی حالات اور مسائل کے بارے میں ملتا ہے۔اقبال کا چوں کہ سیاست سے گہرا تعلق رہاہے۔یہ اثر اور جھلک ان کے کلام میں واضح نظر آتی ہے۔ان کی ایک نظم "فرمانِ خدا" میں اقبال کا انداز خطابیہ ہے اور وہ غیر بیوں سے مخاطب ہو کر ان کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں:

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو [7]

کچھ اسی طرح کی سوچ ہمیں کشور ناہید کی نظم خود احتسابی کے ان مصرعوں میں ملتی ہے۔جہاں وہ کچھ یوں کہتی نظر آتی ہیں:

جب آخری سیاست دان، آخری آدمی کو بھی قتل کر دے گا
جب آخری بچہ بھی چاول کے ایک دانے کی تلاش میں بلک بلک کر مر جائے گا [8]

جب ہم کشور ناہید کی شاعری کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اکثر ان کی سوچ اور خیالات پر اقبال کی چھاپ نظر آتی ہے۔اقبال چوں کہ ایک دبستان کی حیثیت رکھتے ہیں۔اقبال کی قلم رو میں وہ تمام مضامین میں جو حیات سے شروع ہو کر کائنات پر ختم ہوتے ہیں۔اقبال کی شاعری ایک ایسا مینارہ نور ہے جس میں جذبات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ فن اور صناعی بھی ملتی ہے۔کشور ناہید کی شاعری کا گہرائی سے تجزیہ کیا جائے تو ان میں یہ سب عناصر ملتے ہیں۔بظاہر تو وہ روایات سے انحراف کرتی نظر آتی ہیں۔مگر ان کے موضوعات اور تخیل فطرت اور حقیقت کی عکاسی کرتی نظر آتی ہے۔کشور ناہید نے بچوں پر بھی کتب لکھیں۔ان کی نظم "کتے اور خرگوش" سے چند مصرعے:

دو خرگوش تھے پیارے پیارے
اک موتی اک ہیرا
موتی کالے کانوں والا
ہیرا بھورا بھورا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

دولتوں نے دیکھا ان کو

چین سے یوں جو بیٹھا[9]

اسی زمرے میں دیکھا جائے تو ہمیں اقبال کی بہت ساری نظمیں ملتی ہیں جو بچوں پر لکھی گئی۔ان کا مجموعہ "بانگِ درا" میں شامل ابتدائی نظمیں ساری ہی بچوں کی نظمیں شامل ہیں۔جن میں "ہمالہ"، "ایک مکڑا اور مکھی"، "ایک پہاڑ اور گلہری"، "ایک گائے اور بکری"، "بچے کی دُعا"، "ہمدردی"، "ماں کا خواب" اور "پرندے کی فریاد" زبانِ زدے عام ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو کشور ناہید پر اقبال موضوعات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کشور ناہید اور اقبال کی شاعری کے موضوعات کا بنیادی رجحان بہت ملتا ہے۔اقبال ایک حقیقت پسند شاعر تھے اور اُنھوں نے حقیقت نگاری کی طرف توجہ دلائی۔معاشرتی مسائل، کسان، غربت و افلاس اور مغلوک الحال لوگوں سے ہمدردی، معاشرے کے تلخ حقائق، فطرت نگاری جیسے موضوعات اقبال کے ہاں ملتے ہیں۔وہ بھی غربت و افلاس اور معاشرے کے تلخ حقائق سے لڑتے ہوئے نظر آتی ہیں۔وہ اپنی نظم منظر میں لکھتی ہیں:

اب مجھے صرف اور صرف خاموشی کی تمنا ہے

اب مجھے کبھی پہاڑی پر یا ساحلِ سمندر پر

ایک جھونپڑی کی تمنا ہے

اور میں اس جھونپڑی میں کھڑکی کے سامنے

نیلے سمندر کی طرف پھیلی ہوئی نیلاہٹ

دیکھنا چاہتا ہوں[10]

اقبال کا مجموعہ "بانگِ درا" میں بھی اس ہی طرز سے ملتی جلتی ہمیں نظم ملتی ہے جس میں خیالات نہ چاہتے ہوئے بھی ملتے ہیں اور کشور ناہید پر اقبال کے اثرات واضح ہوتے جوتے ہیں:

خاموش ہے چاندنی قمر کی

شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی[11]

اقبال کی شاعری کے اثرات جو کسی بھی قاری کو بظاہر تو نظر نہیں آتے مگر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ان کے موضوعات کے ساتھ ساتھ فکر و فن، تخیل اور اسلوب پر اقبال کے رنگ نظر آتے ہیں۔جیسے ان کی مختصر نظموں میں ایک نظم اقبال کے "بالِ جبریل" کی غزل سے بہت حد تک ملتی ہے:

میں سو رہا ہوں اور میرا دل بیدار ہے

یہ ستاروں ، آسمانوں رو رافق

اور جہاز کے عرشے پر کھل کھلا کر

پھلتے پانی کو گھور رہا ہے[12]

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کشور ناہید نے اقبال کی طرح غزلیں نظمیں اور غیر ملی مصنفین کی کتب اور شاعری کے تراجم بھی کیے۔ ان کی نظم ”راہ گیر سے مکالمہ“ اس سلسلے کا ایک ثبوت ہے۔ کشور ناہید کے یہاں ہمیں وطن سے محبت اور لگن کے جذبات بھی جا بہ بجا ملتے ہیں۔ سقوطِ ڈھاکہ اور بھٹو کی حکومت ختم ہونے کے بعد جو سزاؤں اور پابندیوں کا سلسلہ چلا تھا۔ کشور ناہید بھی اس زد میں آئی۔ وطن سے لگن اور محبت کہ وجہ سے اس طرح کے ماحول سے بغاوت ایک فطری عمل ہے۔

ان کی نظم:

اے زمین ! میری ماں !
ماضی ، حال اور مستقبل کے حوالے سے
تم میرے لیے غذا ہو ، زندگی ہو ، پناہ گاہ ہو
میں تمھارے احساسات کا بدلہ کس طرح چکا سکتا ہوں[13]

اقبال کی شاعری میں وطن سے محبت اور جذبہ تو واضح نظر آتا ہے۔ اُنھوں نے انگلستان اور جرمنی کی اعلیٰ درس گاہوں میں تعلیم حاصل کی مگر وطن پرستی کا جذبہ اور گہری محبت کے نفیس جذبات کی ان نظموں میں واضح ہیں۔ ”تصویر درد“، ”ترانہ ہندی“، ”نیا شوالہ“، ”ہندوستانی بچے کا گیت“ وغیرہ۔

اے ہمالہ! اے فصیل کشور ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جُھک کر آسماں[14]

اقبال کی شاعری کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ اُنھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ہر بزم و انجم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور متاثر کیا۔ اقبال اعلیٰ قدروں اور انسانی عظمتوں کے شاعر ہیں۔ اسی لیے ان کا کلام زبان زدِ خواص و عوام ہے۔ کشور ناہید کبھی شاعری میں بھی یہ اثرات اور پہلو نظر آتے ہیں۔ کشور ناہید نہ صرف اقبال کے فکر و نظریاتی اعتبار سے متاثر نظر آتی ہیں بلکہ فنی اعتبار سے بھی اُنھوں نے کسبِ فیض حاصل کیا۔

کشور ناہید کے لہجے ہمیں تلخی اور مایوسی نظر آتی ہے۔ وہ حالات اور لوگوں سے زیادہ جوش نہیں ہے۔ ان کی زندگی کی مشکلات کے گرد گھومتی ہے جب کہ اقبال تو پُر اُمید اور روشن مستقبل کی باتیں کرتے ہیں۔ جہاں اقبال یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں:

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے ، تو نہیں جہاں کے لیے[15]

وہاں کشور ناہید اس نظریات اور احساسات کے ساتھ ملتی ہیں:

اگر ہمیں دنیا کو کچھ نہیں دینا
تو پھر ہم کیوں پیدا ہوئے تھے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

ہمیں وہ عزت نہیں چاہیے
جو بڑے آدمیوں کے نام کو سجاتی ہے[16]

اقبال اور کشور ناہید کے کلام پر ماہرین طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو یہ نکتہ بھی سامنے آتا ہے کہ اقبال کلامِ فکر کی بلندی عطا کی۔ اقبال صبح کی بات کرتے ہیں روشن مستقبل اور مسلسل جدوجہد کی ترغیب دیتے ہیں۔ جب کہ کشور ناہید اس معاملے میں کچھ مختلف یا پھر یوں کہیے کے اس نظریے سے انحراف کرتی نظر آتی ہیں۔ ان کے کلام میں کہیں کہیں مایوسی اور نااُمید کا سایہ لہراتا ملتا ہے:

ہنستے چہروں کو بھی ڈس جاتی ہے ، اُلجھن کیسے
دیکھ لو ہو گئے ویراں ، پھرے آنگن کیسے
موسم برگِ خزاں آئینہ دکھلاتا ہے
راکھ ہو جاتا ہے ، ہر اجسم کا ایندھن کیسے[17]

ان کے کلام میں اقبال کے انداز اور فکر و فن کے جھلک نظر آتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اقبال سے متاثر تو ہے ساتھ ہی ساتھ وہ اپنا الگ اور انفرادی مقام کے لیے بھی تگ و دو ہیں۔ اقبال کی طرح منفرد اسلوب و لہجہ اپنانے کے لیے کوشاں ہیں۔

اقبال کے کلام کی تازگی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی اور آنے والی نسلیں اسے ایک قوت حیات کے طور پر اخذ کریں گی کیوں کہ اقبال کی روایت ممکنات سے معمور ہے اور اس کی بہترین مثال کشور ناہید میں جنھوں نہ صرف اپنا انفرادی رنگ اقبال سے متاثر ہو کر بنایا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ادا جعفری اور کشور ناہید کے کلام کا اور مجموعوں کا جب بغور مطالعہ کر کے اس کو اقبال کے افکار و نظریات کے تناظر میں دیکھا جاسکتا تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی میں اقبال کے اثرات کس حد تک رائج ہیں۔ اقبال کا کینوس اس قدر وسیع ہے کہ موضوعات سے لے کر اسلوب تک اور اسلوب سے لے کر تخیل و فکری افکار تک ہر خیال کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی حد تک اثر انداز ہو جاتا ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری کے کینوس میں انسان کو محورِ کائنات بنا کر انسانی عظمت اور انسانی دوستی کا تخیل دیا ہے۔ ادا جعفری اور کشور ناہید کے یہاں بھی ہمیں انسانیت، فکری اور تخیل کا احساس نمایاں ملتا ہے۔ دونوں شاعرات پر ترقی پسند تحریک کا بھی اثر نمایاں ہے۔ اقبال اپنے قارئین کو متاثر کر کے اُن میں بیداری اور روشن مستقبل کی اُمید جاگتے ہیں اور ادا جعفری اور کشور ناہید یہاں بھی ہمیں مشکلات سے لڑنا، پُر اُمید رہنے اور انسانی ہمدردی کے تاثرات ملتے ہیں۔ نیز ادا جعفری اور کشور ناہید دونوں نے اقبالیات کے اثرات بلاواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح سے قبول کرتے ہوئے ساتھ میں اپنی انفرادی حیثیت کو بھی برقرار رکھا ہے۔

حواشی:

[1] ادا جعفری، غزالاں تم تو واقف ہو، غالب پبلشرز، لاہور، 1982ء، ص 13

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

2 اداجعفری، سازِ سخن، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 1988ء، ص 61

3 کلیات اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ص 24

4 اداجعفری، حرفِ شناسائی، حوری نورانی، مکتبہ دانیال، 1999ء، ص 11

5 اداجعفری، میں ساز ڈھونڈتی رہی، ص 97

6 اداجعفری، شہر درد، غالب پبلشرز، لاہور، ص 178

7 علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص 422

8 کشور ناہید، فتنہ سامانی دل، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 1985ء، ص 880

9 کشور ناہید، آنکھ مچولی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2013ء، ص 9

10 کشور ناہید، فتنہ سامائی دل، ص 342

11 علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص 128

12 کشور ناہید، فتنہ سامانی دل، ص 348

13 ایضاً، ص 461

14 علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص 21

15 علامہ اقبال، بالِ جبریل، ص 26

16 کشور ناہید، فتنہ سامانی دل، ص 442

17 ایضاً، ص 35

مآخذ

1. **محمد اقبال**، ڈاکٹر، علامہ، کلیاتِ اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، 1973ء
2. اداجعفری، غزالاں تم تو واقف ہو، غالب پبلشرز، لاہور، 1982ء
3. کشور ناہید، آنکھ مچولی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2013ء
4. اداجعفری، میں ساز ڈھونڈتی رہی، غالب پبلشرز، لاہور، 1947ء
5. اسلم فرخی، آنگن میں ستارے، سمیع سنز پرنٹرز، کراچی، 2001ء
6. محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، ضربِ کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، 1936ء
7. کشور ناہید، فتنہ سامائی دل، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2013ء
8. اداجعفری، حرفِ شناسائی، حوری نورانی، مکتبہ دانیال، 1999ء
9. محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، بالِ جبریل، شیخ غلام محمد اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، 1935ء
10. اداجعفری، سازِ سخن، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 1988ء